گولی کھا کر زخمی ہوئے تھے ـ جان نثاری کے اس عملی ثبوت کے بعد انھیں انگریزی حکومت کا مخالف قرار نہیں دیا جا سکتا ـ ان ہی بزرگ نے ہندوستان کے تمام مکاتیب فکر کے علماسے سرسید کے خلاف تکفیر کے فتوے حاصل کرکے رسالہ ,, امداد الآفاق برجم اہل النفاق ، بجواب پرچۂ تہذیب الاخلاق،، کے آخر میں شائع کئے ـ مولانا حالی ان فتووں کے مطالعہ کے بعد وضاحت کرتے ہیں :

,, مسلمانوں کے جتنے فرقے ہندوستان میں ہیں ، کیا سنّی کیا شیعہ ، کیا مقلّد کیا غیر مقلّد ، کیا وہابی کیا بدعتی ، سب فرقوں کے مشہور اور غیر مشہور عالموں اور مولویوں کی ان فتووں پر مہریں یا دستخط ہیں اور خاص کر سنّی مولویوں میں سے اکثر نے بہت شرح اور بسط کے ساتھ جواب لکھے ہیں ،، (٢٤)

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں :

,,دلّی ، رام پور ، امروہہ ، مراد آباد ، بریلی ، لکھنؤ ، بھوپال اور دیگر مقامات کے ساتھ عالموں اور مولویوں اور واعظوں نے کفر کے فتووں پر مہریں اور دستخط کئے تھے ، گویا ہندوستان کے تمام اہل حل وعقد کا اس حکم پر اجماع ہو گیا تھا ـ صرف خدا کی طرف سے اس کی تصدیق اور تصویب باقی رہ گئی تھی سو مولوی علی بخش خان نے یہ کمی پوری کر دی ،، (٢٥)

یعنی ان دوسرے بزرگ نے حرمین شریفین جاکر مذاہب اربعہ کے مفتیوں سے سرسید کے خلاف فتوے حاصل کئے ـ مولانا حالی نے اپنی کتاب میں ان کا تفصیلاً جائزہ لیا ہے ـ سرسید نے ان حصول فتاوی کا ذکر بڑے لطیف پیرائے میں کیا ہے :
جو صاحب ہماری تکفیر کے فتوے لینے کو مکہّ معظمہ تشریف لے گئے تھے اور ہمارے کفر کی بدولت ان کو حج اکبر نصیب ہوا . . . سبحان اللہ ہمارا کُفر بھی کیا کُفر ہے کہ کسی کو حاجی اور کسی کو ہاجی اور کسی کو کافر اور کسی کو مسلمان بناتا ہے ،،(٢٦) ـ

مندرجہ بالا تمام حوالہ جات موضوع زیر بحث کے پس منظر پر ایک ہلکی سی روشنی ڈالتے ھیں جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سرسید کے خلاف فتاوی کفر کی بنیاد میں انگریزی تعلیم سے مخالفت کا جو تصور ہمارے ذھنوں میں پرورش پا چکا ہے اس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں اور یہ محض غلط فہمی پر مبنی ہے۔

****

حــوالـــہ جـات

۱۔ مکاتب شبلی (حصہ اول) ، مطبع شاہی لکھنؤ (۱۹۱٦) ، ص ۱۳۲

۲ ۔ موجِ کوثر ، شیخ محمد اکرام ، فیروز سنز لاہور ، ص ٧٦

۳ ۔ ایضاً ، ص ٧٧ ۔ ٧٨

۳ ۔ تبیین الکلام فی تفسیر التورات و الانجیل ، سرسید ، (جلد دوم) ، ذاتی پریس سرسید غازی پور علی گڑھ (۱۸٦۳ ۔ ۱۸٦۵) ص ۳۳۱ ۔

۵ ۔ احکام طعام اہل کتاب ، سرسید ، مطبع منشی نول کشور کان پور (۱۸٦۸) ، ص ١٧

٦ ۔ مسافران لندن ، سرسید ، مجلس ترقی ادب لاہور (۱۹٦۱) ، ص ٣٧

٧ ۔ خطوط سرسید مرتبہ سرراس مسعود ، نظامی پریس بدایوان (۱۹۲٦) ، ص ٧١

۸ ۔ موجِ کوثر ، ص ٧٩ ۔ ۸۰

۹ ۔ حیات جاوید ، الطاف حسین حالی ، انجمن ترقی اردو دہلی (۱۹۳۹) ، حصہ دوم ، ص ۲۳۵

۱۰ ۔ مجموعہ لکچرز و اسپیچز نواب محسن الملک ، نول کشور گیس پرنٹنگ ورکس پریس لاہور (۱۹۰۳) ، ص ۵۰۸

۱۱ ۔ ایضاً ، ص ۳۱۲

۱۲ ۔ حیات جاوید (حصہ اول) ، ص ۲۰۳

۱۳ ۔ بحوالہ مضحکات و مطائبات سرسید ، شیر علی خان سرخوش ، مطبوعہ لاہور (طبع اول) ، حصہ دوم ، ص ۳۳

۱۳ ۔ موعظۂ حسنہ ، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ، مجلس ترقی ادب لاہور (۱۹٦۳) ، ص ۱۹۹ ۔ ۲۰۰

۱۵ ۔ خطوط سرسید ، ص ۳۲۹

۱٦ ۔ مکمل مجموعہ لکچرز و اسپیچز سرسید ، مصطفائی پریس لاہور (۱۹۰۰) ، ص ۱۵۳

١٧ ۔ حیات جاوید (حصہ دوم) ، ص ۲۸۲

۱۸ ۔ ایڈریس اور اسپیچیس متعلق ایم اے او کالج علی گڑھ مرتبہ نواب محسن الملک ، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس (۱۸۹۸) ، دیباچہ ص ۲

۱۹ ۔ موج کوثر ، ص ۸۰

۲۰ ۔ حیات جاوید (حصہ دوم) ، ص ۲۳۵ ۔ ۲۳٦

۲۱ ۔ مقالات سرسید ، مجلس ترقی ادب لاہور ، جلد دہم (۱۹٦۲) ، ص ۵٦

۲۲ ۔ تہذیب الاخلاق علی گڑھ ، ۱۵ جمادی الاول ۱۲۹۰ ھ ، ص ٧۲ ۔

۲۳ ۔ مضحکات و مطائبات سرسید (حصہ اول) ، ص ۹۱

۲۳ ۔ حیات جاوید (حصہ دوم) ، ص ۲۵۱

۲۵ ۔ ایضاً ، ص ۲۵۳

۲٦ ۔ تہذیب الاخلاق (جلد دوم) ، مطبوعہ لاہور ، ص ۵۱٦

★ ★ ★ ★ ★ ★

Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:3 (1981)

خالد بن یزید امــوی

قاضی شمس الدین

ماہ نامہ "فکر و نظر" بابت ماہ رجب ۱۴۰۰ھ میں ملک محمد فیروز فاروقی کا ایک مضمون، "خالد بن یزید ۔ پہلا مسلمان سائنسدان" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔

اسلام کے اس سنہری علمی دور کی تاریخ کو مسخ کرنے میں اسلام دشمن باطنی تحریک کے ساتھ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے یورپین مستشرقین نے بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ۔ مسلمانوں نے کوئی علمی ترقی کی ہو یا عمرانی ، مستشرقین کے منہ سے یہ رال ٹپکتی ہی رہتی ہے کہ اس عظمت کمال کو یورپ کے کھاتے میں ڈال دیں ۔ مثلاً فرنگیوں کی نئی "تحقیق" یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فقہ حنفی رومن لاء کو سامنے رکھ کر مرتب کی ہے۔ (سیرت النعمان شبلی ص ۱۱۹) اور تاج محل آگرہ اور مقبرہ جہانگیر لاہور، اطالوی مہندسین نے بنایا تھا ۔ (اشارات مولفہ مشرقی ص ۱۱۷) ۔

یہ ایک غیر متنازع حقیقت ہے کہ اسلام کے زریں علمی اور ثقافتی ادوار میں جس وقت مسلمانوں کا آفتاب علم و ہنر آسمان تحقیق و اجتہاد و ایجادات کے نصف النہار پر تاباں و درخشاں تھا ، اس زمانے میں یورپ جہالت و ادبار کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا ۔ علم و فن کا وہ کونسا پہلو تھا جس پر مسلمان محققین "ہمیں ہم ہیں" کا ڈنکا نہیں بجا رہے تھے ۔

آج یورپین عیسائی اہل قلم قرون وسطیٰ میں مسلمانوں کے علم و فن کی بالادستی کا لاکھ انکار کریں لیکن عرب عیسائی اہل علم نے یورپ کے اس برخود غلط گھمنڈ کے ڈھول کا پول کھول کر رکھ دیا ۔ یورپ نے ڈھنڈورہ پیٹا

کہ ہندوستان کا بحری راستہ سب سے پہلے ایک یورپی عیسائی واسکو ڈی گاما نے دریافت کیا تھا ۔ لیکن عرب عیسائیوں نے اس ڈھنڈورے کے ڈھول کا پول یوں کھولا کہ جس وقت واسکو ڈی گاما نے ایک عرب ملاح شہاب الدین کی رہنمائی میں یہ سفر کیا اس سے کہیں پہلے عرب ملاح یورپ ، افریقہ ، ایشیا ، جاوا ، سماٹرا بلکہ چین تک کے سمندر کھنگالتے پھر رہے تھے ۔ مشہور لبنانی محقق عرب عیسائی مسٹر لوئی معلوف (MALUF) نے مشہور کتاب المنجد کے حصہ ادب و علوم (سترھویں ایڈیشن) میں لکھا ہے کہ واسکو ڈی گاما نے ایک عرب ملاح کی زیر نگرانی یہ سفر کیا تھا ۔ المنجد ص ۳۸۰ پر لکھتا ہے ،

"فاسکودی غاما ۔ بور تغالی من مشاهیر النوتیین اکتشف طریق الهند عن رأس الرجاء الصالح ۱۴۹۸ ع استعان بالعرب لیهتدی طریقه فی مجاهیل المحیط الهندی " ۔

"واسکو ڈی گاما ایک مشہور پرتگالی ملاح تھا ۔ جس نے ایک عرب ملاح سے امداد مانگی اور اس کی راھنمائی میں ۱۴۹۸ ع میں رأس امید کے راستے سے بحر ہند کے نا دریافت اور گمنام بحری راستے معلوم کئے تھے " ۔

پھر ص ۲۹۳ پر اس عرب ملاح کے متعلق لکھتا ہے ۔

"شهاب الدین احمد بن ماجد لوتی عربی شهیربا سد البحر و بالمعلم و من المرجح ان الرحالة فاسکودی غاما اتخذه رُبانا لسفینته فی رحلة ۱۴۹۸ ع له الفوائد فی اصول علم البحر و القواعد" ۔ و حاویة الاقتصار فی اصول علم البحار ۔

"شہاب الدین احمد بن ماجد ایک عرب ملاح تھا جو "شیر سمندر" اور "معلم" کے القاب سے مشہور تھا اور یہ پکی بات ہے کہ واسکو ڈی گاما نے اپنے سفر ہند ۱۴۹۸ ع میں اسی کو رھبر ملاح بنایا تھا ۔ فن سمندر بانی (ملاحت) میں اس کی دو تصنیفیں بھی ھیں ۔ ایک کا نام ۔ الفوائد فی اصول علم البحر و

القواعد ہے۔ اور دوسری کا نام۔ حاویۃ الاقتصار فی اصول علم
البحار ہے "۔

یہی مسٹر لوئی المنجد کے صہ ۳۹۳ پر اس کتاب الفوائد کے متعلق لکھتا ہے،

"الفوائد فی اصول علم البحر و القواعد یشتمل علی تاریخ فن الملاحۃ و علاقتھا بالنجوم فی خلیج العجم و الھندی و شواطی جزیرۃ العرب و سوماترا و سیلون و زنجبار الفہ شھاب الدین احمد بن ماجد بن ابی الرکائب ۱۴۸۹ ء مخطوط فی باریس "۔

"خلیج فارس بحر ہند جزیرۃ العرب زنجبار افریقہ لنکا سماٹرا کے سمندروں میں فن سمندر بانی (ملاحت) کی تاریخ اور آسمانی ستاروں کے ساتھ اس فن کے تعلق کے بارے میں یہ کتاب شہاب الدین احمد بن ماجد بن ابو الرکائب نے ۱۴۸۹ ء میں تصنیف کی اور اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ پیرس کے کتب خانے میں موجود ہے "۔

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ عرب ملاح صرف چپو چلانے والے ملاح ھی نہ تھے بلکہ صاحب تصانیف بھی تھے اب ایک اور اہم عرب ملاح کے متعلق مسٹر لوئی نے ھی المنجد میں صہ ۲٦۱ پر یوں لکھا ہے،

"سلیمان المھری من مشاھیر بحّارین العرب لقب بمعلم البحر توفی نحو ۱۵۵۴ ء وضع مولفات عرض لاحوال النجوم و الریاح و نوامیسھا فی انواء البحر و وصف طریق البحریۃ بین بلاد العرب و الھند و إندونیسیا و الصین ۔

سلیمان مہری عرب کے مشہور ماہر ملاحوں میں سے تھا اس کا لقب بھی معلم البحر تھا ۔ اندزاً ۱۵۵۴ ء میں اس کی وفات ہوئی اس نے بہت سی تصانیف کی ھیں جن میں آسمانی ستاروں کے حالات بحری ہواؤں اور ان کے سمندری طوفانوں پر اثرات جو عرب ممالک ، ہندوستان ، انڈونیشیا اور چین کے

سمندری سفروں میں پیش آتے ہیں مفصل بیان کئے ہیں ۔

مسلمانوں کی اخلاقی عظمت

لگے ہاتھوں اس مقام پر مسلمانوں کی اس اخلاقی عظمت کو بھی پیش نظر رکھیں کہ مسلمانوں نے یونان سے رائی جتنی طب سیکھی پھر اپنی محنت اور ذہانت سے اسے رائی سے پہاڑ بنایا لیکن اس کا نام "طب یونانی" ہی رکھا تاکہ محسن اول "یونان" کا نام روشن رہے ۔ لیکن احسان فراموش یورپ کا اخلاقی پہلو یہ ہے کہ ان کے سب سے پہلے مستشرق جربرٹ JERBERT نے دسویں صدی عیسوی میں فرانس سے اندلس (اسپین) کا سفر کیا وہاں لمبی مدت مسلمان استاذوں سے ہر قسم کے علوم سیکھے پھر واپس آیا ۔ اس کے بعد پیرل اینیئر PIERREL AENERE اور گیرار ڈی کریمون GERARD DE CREMONE گیارھویں اور بارھویں صدی میں اندلس سے علوم عربیہ سے مالا مال ہو کر واپس آئے اور وہی علوم یورپ میں پھیلائے ۔ لیکن کیا مجال جو مسلمانوں کے احسان کا نام بھی لے جائیں ۔ سچ ہے "وللہ فی خلقہ شیون" اور یہ مسٹر جربرٹ ۹۹۹ میں پوپ مقرر ہوا تھا ("الاستشراق والمستشرقون" ۔ علامہ ڈاکٹر مصطفی السباعی رئیس شعبہ فقہ اسلامی دمشق یونیورسٹی ص ١٦ طبع کویت ١٩٦٨ ء ۔)

ملک محمد فیروز فاروقی نے خالد اموی کے علمی اور فنی کمالات کے مخفی گوشوں کی نقاب کشائی کی ہے اور اس سلسلے میں بڑی مفید معلومات فراہم کی ہیں لیکن ان کے ذاتی حالات اور سوانحی تفصیلات کچھ زیادہ نہ درج کر سکے ۔ راقم الحروف نے مناسب سمجھا کہ ان کے کچھ ذاتی حالات اور سوانحی خصوصیات یک جا کر دے تاکہ تصویر مکمل ہو جائے ۔

تاریخی پس منظر

عبد مناف کے چار بیٹوں میں سے دو بیٹے ہاشم اور عبشم (عبد شمس)

ایک ماں سے توأم پیدا ہوئے تھے اور حقیقی بھائی تھے ۔ ہاشم کی اولاد میں سے عبد المطلب سردار قوم تھے ۔ اور عبد المطلب کے دس بیٹوں میں سے عبد اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے والد تھے ۔ حضور علیہ السلام کو جب نبوت ملی تو اس وقت آپ کے یہ چار چچا زندہ تھے ۔ حضرت حمزہ ، حضرت عباس ، ابو لہب اور ابو طالب ۔ حضرت حمزہ اور حضرت عباس مشرف باسلام ہوئے ۔ ابولہب نے اتنی شدید عداوت ظاہر کی کہ اس کی مذمت میں اس کے نام کی صراحت کے ساتھ ایک سورہ "لھب" نازل ہوئی اور ابو طالب حضور کے ساتھ محبت کے باوجود اسلام کا اظہار نہ کر سکے اور ان کے اس عدم اظہار اسلام کی تصریح شیخ صدوق نے اپنی کتاب جامع الاخبار مطبوعہ تہران میں صہ ۱٦ پر کی ہے ۔

عبشم کی اولاد

عبشم کی اولاد میں سے دو بیٹے امیہ اور عبد العزی بھی تھے ۔ عبد العزی کے ایک پوتے حضرت ابو العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبشم بھی تھے ۔ یہ ابو العاص ام المومنین حضرت خدیجہ الکبری کے حقیقی بھانجے اور حضور علیہ السلام کی تمام اولاد کے خالہ زاد بھائی بھی تھے اور دونوں کے پہلے داماد بھی تھے کہ حضور علیہ السلام کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے شوہر تھے ۔

بنــــو امیـــــہ

عبشم کے دوسرے بیٹے امیہ کے تین لڑکے حرب ، ابو العاص اور عاص تھے ۔ ابو العاص کے دو بیٹے عفان اور حضرت حکم تھے ۔ عفان حضرت عثمانؓ کے والد اور حضرت مروانؓ کے چچا تھے ۔ اور حکمؓ مروانؓ کے والد اور حضرت عثمانؓ کے چچا تھے ۔ اور حرب کے بیٹے ابو سفیانؓ تھے اور ابو سفیانؓ کے تین لڑکے بہت مشہور اور دہاۃ عرب میں سے ہو گذرے ہیں ۔ یزید الخیرؓ ایک والدہ سے ، حضرت معاویہؓ دوسری والدہ سے ، اور حضرت زیادؓ تیسری والدہ سے ۔ حضرت

معاویہؓ ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ کے حقیقی بھائی اور خال المومنین مشہور تھے۔

حضرت معاویہؓ کے پوتے ابو ھاشم خالد بن یزید ہوئے ہیں ۔

حضرت معاویہؓ کی اولاد میں سے خالد اور ان کی بہن عاتکہ بنت یزید بن معاویہؓ بعض خصوصیات میں منفرد و بے مثال تھے ۔ حضرت عاتکہ معمر خاتون تھیں ۔ بارہ خلیفہ ان کے محرم تھے جن کے نام یہ ھیں ۔ (۱) عاتکہ کے دادا حضرت امیر معاویہؓ ۔ (۲) عاتکہ کے والد یزید (۳) عاتکہ کے بھائی خلیفہ معاویہؓ ثانی (۴) عاتکہ کے خسر حضرت مروانؓ ۔ (۵) عاتکہ کے شوہر خلیفہ عبد الملک بن مروانؒ (٦) عاتکہ کا لڑکا خلیہ یزید بن عبد الملک بن مروان ۔ عاتکہ کے تین نا سگے بیٹے (۷) ولید بن عبد الملک (۸) خلیفہ سلیمان بن عبد الملک (۹) خلیفہ ھشام بن عبد الملک ۔ (۱۰) عاتکہ کے حقیقی پوتے خلیفہ ولید بن یزید بن عبد الملک (۱۱) عاتکہ کے دو نا سگے پوتے خلیفہ یزید بن ولید بن عبد الملک اور (۱۲) خلیفہ ابراھیم بن ولید بن عبد الملک بن مروان رضی اللہ عنہم(۱)

ایک اور شرف

سیدہ عاتکہ کا ایک اور شرف یہ بھی ہے کہ وہ جہاں دفن ھوئیں دمشق میں آج تک اس محلہ کا نام ورمحلہ قبر عاتکہ" مشہور ہے۔ البدایة و النهایة کے مصحح جناب علامہ عبد الحفیظ سعد عطیہ لکھتے ھیں ۔

"قبر عاتکہ محلة من محلات دمشق معروفة بهذا الاسم الى اليوم" ۔ حاشیہ نمبر ۳

"محلہ قبر عاتکہ ، دمشق کے مشہور محلوں میں آج (۱۳۵۱ھ) تک ایک مشہور محلہ ہے۔ البدایة و النهایه جلد ۹ ص ۲۳۱ ۔

خالد بن یزید

نہ صرف اولاد بنو عبشم میں بلکہ اپنے وقت کے نوجوانوں میں اپنی

مثال آپ تھے ۔ اپنے جد امجد کی خلافت میں آنکھیں کھولیں اور ابتداء ھی سے حصول تعلیم کی طرف طبعی رجحان تھا ۔ علوم دینیات ، تاریخ عرب اور علم الانساب میں بے مثال تھے ۔ قاضی ابنؒ خلکان ان کے بارے میں لکھتے ھیں(۲) ۔
کان اعلم قریش بفنون العلم ۔ علم کی سب قسموں میں قریش کے سب سے بڑے عالم تھے ۔
اور حافظ ابن عساکر اپنی تاریخ ابن عساکر میں لکھتے ھیں(۳) ۔
«قال ابن ابی حاتم کان من الطبقة الثانیة من تابعی اھل الشام ۔ و قیل عنه قد علم علم العرب و العجم» ۔
امام ابن ابی حاتم نے فرمایا ہے کہ آپ تابعین شام کے دوسرے طبقہ تابعین میں سے تھے اور ان کے متعلق ھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے عرب و عجم کے علوم حاصل کئے ۔
اور ابن عبد ربہ اندلسی نے العقد الفرید میں خالد کے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز رحمه اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے(۴) ۔
ما ولدت امیه مثل خالدبن یزید ۔
خاندان بنو امیہ میں خالد بن یزید کی طرح کا کوئی دوسرا بچہ پیدا نہیں ھوا ۔
بچپن ھی سے کتابیں جمع کرنے اور پڑھنے پڑھانے کا شوق تھا ۔ امام ابن عساکر نے ان کا اپنے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میں کتابوں کا عاشق تھا ۔
کان یقول کنت مولعاً بالکتب» ۔
اور ابن ندیم الوراق نے الفہرست میں لکھا ہے کہ ،(۵) ۔
الذی عنی باخراج کتب القدماء فی الصنعة خالد بن یزید . . . . و ھو اول من ترجم له کتاب الطب و النجوم و کتاب الکیمیا و کان جواداً ۔
خالد سب سے پہلا آدمی ہے جس نے پرانے ماھرین فن کیمیا کی

کتابوں کو مہیا کیا اور طب ، نجوم اور کیمیا کے فنون کی کتابوں کے ترجمے کرائے ۔ بڑا دریا دل آدمی تھا ۔

تصـــانیف

اور نہ صرف یہ کہ کتابیں جمع کرنے کا شوق تھا بلکہ خود بھی صاحب تصانیف تھے ۔ یاقوت حموی نے معجم الادباء (٦) میں ان کی دو کتابوں کے یہ نام بتائے ہیں ۔ (۱) السر البدیع فی فک رمز المنیع ۔ (۲) کتاب الفردوس ۔ اور ابن ندیم الوراق نے لکھا ہے کہ ان کی بہت سی کتابوں میں سے تین کتابیں میں نے بھی دیکھی ہیں ۔

و له عدة کتب و رسائل و له شعر کثیر فی هذا المعنی رأیت منه نحو خمس ماة ورقة و رأیت من کتبه کتاب الحرارات و کتاب الصحیفة الکبیر و کتاب الصحیفة الصغیر و کتاب وصیة الی ابنه فی الصنعة ۔

بہت سی کتابیں اور رســـالے ان کـــی تصنیفات میں سے ہیں اور سائنسی علوم میں بھی ان کے بہت سے اشعار ہیں جن میں سے میں نے بھی پانـــچ سو صفحات دیکھے ہیں اور ان کی کتابوں میں سے کتاب الحرارات اور کتاب الصحیفة الصغیر اور کتاب الصحیفة الکبیر اور صنعت کیمیا میں اپنے بیٹے کے نام ایک وصیت نامـہ بھی ہے جو میں نے بھی دیکھے ہیں (۷) ۔

علم کو یاد رکھنے کا عجیب طریقہ اختیار کر رکھا تھا ۔ اپنی باندیوں کو سامنے بٹھا رکھتے اور اپنے سبق کا ان کے سامنے تکرار کرتے رهتے اور پھر ان کو کہتے مجھے معلوم ہے کہ تم میں یہ علم سمجھنے کی صلاحیت نہیں طبیعـــت متوازن اور متواضع تھی ۔ اتنے علم کے باوجود عُجب اور گھمنڈ کا نام نہ تھا ۔ ان کا مشہور مقولہ تھا کہ ,,میں عالموں میں بھی نہیں اور جاهلوں میں بھی نہیں ہوں،، ۔ علم جہاں سے بھی ملے حاصل کرنے کی لگن تھی ۔

عروۃ بن رویم ، خالد سے ھی روایت کرتے ھیں کہ خالد نے فرمایا ۔
مجھے ایک دفعہ الجزیرہ (دجلہ اور فرات کے درمیان کا دوآبہ) جانے کا اتفاق ہوا ۔ اور کسی کو بتائے بغیر میں چپکے سے لباس اور حلیہ تبدیل کرکے اکیلا چل کھڑا ہوا ۔ ایک جگہ کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ پادری اور ان کے چیلے ایک جگہ اکٹھے کھڑے ھیں ۔ میں بھی ان کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کس لئے جمع ھیں ؟ وہ بولے کہ ھمارے ایک شیخ ھیں وہ ھر سال ھمیں یہاں ملتے ھیں اور ھم ان سے اپنے دین کے بارے میں پوچھتے ھیں پھر اس کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ھیں ۔ میں نے سوچا کہ شاید مجھے بھی کوئی مفید بات معلوم ھو جائے میں بھی ان لوگوں میں کھڑا ھو گیا ۔ جب وہ شیخ سامنے آیا تو پہلے تو مجھے بہت غور سے دیکھا پھر بولا تم ان لوگوں میں سے تو معلوم نہیں ھوتے غالباً تم امت محمد میں سے ھو ۔ میں نے کہا بے شک ۔ تو راھب نے پوچھا تم امت محمد کے علماء میں سے ھو یا جاھلوں میں سے ۔

میں ۔ نہ میں ان کے عالموں میں سے ھوں نہ جاھلوں میں سے ۔

راھب ۔ تمہارا یہ دینی عقیدہ ہے کہ جنت میں جنتی لوگ کھائیں پیئیں گے لیکن ان کو پاخانہ پیشاب کی ضرورت نہ ھو گی ۔

میں ۔ بے شک ھمارا یہی عقیدہ ہے ۔

راھب ۔ ھاں تو اس کی اس دنیا میں ایک مثال بھی موجود ہے بتاؤ وہ کیا ہے ؟

میں ۔ اس کی مثال وہ بچہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے صبح و شام اس کو اللہ کا رزق ملتا ہے لیکن وہ پاخانہ پیشاب نہیں کرتا ۔

یہ بات سن کر اس راھب کا چہرہ سرخ ھو گیا اور بولا ۔

راھب ۔ تم تو کہتے تھے کہ میں نہ علماء میں سے ھوں نہ جہال میں سے ۔

میں ۔ بے شک میں نہ مسلمانوں کے علماء میں سے ھوں نہ جاھلوں میں سے ھوں ۔

راھب ۔ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے نا کہ جنتی جنت میں خوب کھائیں پیئیں گے لیکن جنت کی نعمتوں میں سے کوئی چیز بھی کم نہ ھو گی ۔

میں — بے شک ہمارا یہ ہی عقیدہ ہے اور بات ہے بھی ایسے ہی کہ جنت میں کچھ کمی نہ ہو گی۔

راہب — ہاں تو اس کی بھی دنیا میں ایک مثال موجود ہے تم بتاؤ وہ مثال کیا ہے۔

میں — اس کی مثال ایک عالم کی ہے جس کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب کا علم اور حکمت سکھائی پھر اس عالم سے اگر لاکھوں کروڑوں لوگ بھی برس ہا برس تک پڑھتے رہیں تو اس عالم کا علم تو ان لوگوں کو ملے گا لیکن اس کے اپنے علم میں ذرہ برابر کمی نہ آئے گی۔

راہب — تم تو کہتے تھے کہ میں نہ علماء میں سے ہوں نہ جہال میں سے ہوں۔

میں — بے شک میں نہ علماء میں سے ہوں نہ جہال میں سے ہوں۔

راہب — اپنے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ میں نے مسلمانوں میں اس سے بڑا حاضر جواب عالم نہیں دیکھا۔

پھر مجھے کہا کہ ایک بات بتاؤ۔ کیا تم میں یہ بات اب پیدا ہو گئی ہے کہ بڑے بوڑھوں سے چھوٹے بچے حجت بازیاں کریں ان کو برا بھلا کہیں اور کوئی ان کو نہ روکے نہ ٹوکے۔

میں — ہاں یہ بات تو ہمارے معاشرے میں چل نکلی ہے۔

راہب — تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دین میں اب کمزوری آنی شروع ہو گئی ہے اور دنیا کی طرف رغبت بڑھ چکی ہے۔ انتہی باختصار(۸)۔

کیمیادانی

خالد سے کسی نے پوچھا کہ آپ ہمہ تن کیمیا گری کی طرف ہی متوجہ ہو گئے ہیں۔ خالد نے جواب دیا۔ خلافت تو دوسری طرف چلی گئی۔

بھائی کی وفات کے بعد لوگ اب مجھے بڑا سمجھ کر میری طرف آتے ہیں ۔ ان کی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری مجھ پر آ گئی ہے۔ اس لئے میں نے یہ صنعت اختیار کر لی ہے کہ میں بھی کسی کا دست نگر نہ رہوں اور میرے احباب و مداح بھی کسی اور طرف کا قصد نہ کریں (۹) ۔ خالد کو اس بات کا شدید احساس تھا کہ کچھ بھی ہو خلیفہ عبد الملک بن مروان صاحب تخت و تاج ہے اب اس کے ساتھ برابری کا معاملہ رکھنا سوائے استغناء کے ہو نہیں سکتا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ اس فن میں کامیاب تھے اور خالد کا یہ استغنا خلیفہ عبد الملک کو بھی کھٹکتا تھا ۔ ایک دفعہ خلیفہ عبد الملک نے آل ابو سفیان کے مواجب اور وظائف بند کر دئیے ۔ خالد کے نانا ابو ھاشم بن عتبہ کے بھائی عمرو بن عتبہ نے خلیفہ عبد الملک کے پاس اس بندش کی شکایت کی ۔ خلیفہ عبد الملک نے جواب میں کہا کہ ہم تو اس کو دیتے ھیں جو لینے کی ضرورت سمجھے اور جو ہم کو اپنی خود داری دکھائے ہم بھی اس کو اس کی خود داری کے سپرد کر دیتے ھیں ۔ یہ خالد کی استغنا کی طرف اشارہ تھا ۔ جب یہ بات خالد تک پہنچی تو خالد نے کہا ۔ یہ (عبد الملک) تو خود محرومیوں کا باپ (ابو الحرمان) ہے یہ مجھے دھمکاتا ہے اسے معلوم نہیں کہ اس کے دینے والے ھاتھ کے اوپر ایک اور ھاتھ بھی ہے وہ اللہ تعالی کا بہت فراخ ھاتھ ہے جو عبد الملک کے دینے سے بالا بالا ہی بہت کچھ دیدیتا ہے اور پھر عمرو بن عتبہ کا حق تو اس سے بہت زیادہ عبد الملک کے پاس ہے جتنا عبد الملک نے عمرو کو دیا ہے(۱۰) ۔ یہ اشارہ تھا کہ خلافت تو خاندان خالد کی تھی جو آل مروان نے ہتھیالی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب کبھی خالد کی عبد الملک کے ساتھ رو برو بات ہوتی تو خالد عبد الملک کو خاموش ہونے پر مجبور کر دیتا تھا ۔ مورخین نے لکھا ہے کہ خالد اپنے باپ کی طرح قادر الکلام فصیح اور حاضر جواب تھا ۔ امام ابن کثیر نے بھی لکھا ہے کہ "کان خالد فصیحا بلیغا شاعرا منطقیا مثل ابیه" ۔ تاریخ ابن کثیر جلد ۹ صـ ٦۰ ۔